اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۰ امان (مارچ)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۵ ۲۰۰۲ ہ کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ۔ مگر مورخہ ۳۳ کی اطلاع مظہر ہے کہ "کل سر درد کی تکلیف رہی۔" احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

● —— اخبار الفضل مجریہ ۳ مارچ سے معلوم ہوا کہ یکم مارچ کو صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب ابن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی شادی خانہ آبادی عمل میں آئی۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کا نکاح محترمہ امۃ المجید شاہدہ سلمہا بنت محترم محمد حسن خان صاحب درانی ساکن ربوہ سے ۲۲ دسمبر ۷۴ء کو حضور انور نے پڑھایا تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے یمن و سعادت کا موجب اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔

قادیان ۱۰ امان (مارچ)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال نیز حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

قادیان ۱۰ امان۔ آج یہ افسوسناک اطلاع ملی ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب ربوہ میں مورخہ ۴ امان (مارچ) کو وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ تفصیل اندر ضمیمہ اخبار بدر میں ملاحظہ فرمائیں۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

REGD. NO. P/GDP-3

جلد ۲۴

شمارہ ۱۱

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۹ صفر ۱۳۹۵ ہجری — ۱۳ امان ۱۳۵۴ ہش — ۱۳ مارچ ۱۹۷۵ء

جب تک تمہارے اعمال اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے

اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایسی چمک ہو کہ دوسرے اس سے متاثر ہوں

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ یعنی سیدھا ہو جا، کسی قسم کی بداعمالی کی کجی نہ رہے۔ پھر راضی ہوں گا۔ آپ بھی سیدھا ہو، اور دوسروں کو بھی سیدھا کر۔ عرب کے لئے سیدھا کرنا کس قدر مشکل تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سورۃ ھود نے بوڑھا کر دیا۔ کیونکہ اس حکم کے رو سے بڑی بھاری ذمہ داری میرے سپرد ہوئی ہے۔ اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری کرنا، جہاں تک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے ممکن ہے کہ وہ اس کو پورا کرے۔ لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور قوتِ قدسی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس حکم کی کیسی تعمیل کی۔ صحابہ کرامؓ کی وہ پاک جماعت تیار کی کہ ان کو كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہا گیا۔ اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کی آواز ان کو آ گئی۔ آپ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیبہ میں نہ رہا۔ غرض ایسی کامیابی آپ کو ہوئی کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعاتِ زندگی میں نہیں ملتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل و قال ہی تک بات نہ رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر نرے قیل و قال اور ریاکاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہوگا۔ اور دوسروں پر کیا شرف! تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ۔ اور اس میں ایسی چمک ہو کہ دوسرے اس کو قبول کر لیں۔ کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو کوئی اس کو قبول نہیں کرتا۔ کیا کوئی انسان میلی چیز پسند کر سکتا ہے؟ جب تک کپڑے میں ایک داغ بھی ہو، وہ اچھا نہیں لگتا۔ اسی طرح جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی، کوئی خریدار نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

قسط نمبر (۱)

تحریکِ احمدیت خالص اسلامی تحریک ہے

مخالفینِ احمدیت کی وسوسہ اندازی کا مدلّل جواب !!

از الحاج مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

تحریکِ احمدیت خالص اسلامی تحریک ہے

تحریکِ احمدیت اپنے آغاز سے ہی ایک خالص اسلامی، دینی اور تبلیغی تحریک ہے۔ اِس جماعت میں بفضلہ تعالیٰ ہر علم و فضل، ہر طبقہ و سوسائیٹی اور ہر رنگ و نسل کے افراد شامل ہیں۔ اور آج یہ جماعت بین الاقوامی حیثیت کی مالک ہے احمدیت میں کوئی چیز پردۂ اخفاء میں نہیں۔ اس کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ اس جماعت کا لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع شدہ موجود ہے۔ اور قریبًا ہر ملک میں اس کے تبلیغی مشن قائم اور موجود ہیں۔ جن سے لاکھوں متلاشیانِ حق و صداقت مستفید ہو رہے ہیں۔ اور یہ ایک واقعا[illegible] حقیقت ہے کہ اس جماعت کی تبلیغی [illegible] کے نتیجہ میں لاکھوں غیر مسلموں کو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ [illegible] اسلام ہونے کی سعادت نصیب ہو چکی ہے۔ اور اس جماعت میں داخل ہونے والے افراد خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کا ایک بے پناہ جذبہ اور تڑپ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور اس راہ میں اپنے جان و مال کی قابلِ رشک قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ ان احمدیوں کو بھی اپنے ایمان اور عاقبت کی اسی طرح فکر ہے جس طرح مخالفینِ احمدیت کو۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے تحریکِ احمدیت کو "عین اسلام" سمجھ کر بصدق و خوشی قبول کیا ہے اور وہ اسلام کے ہی جملہ ارکان و تعلیمات اور اوامر و نواہی پر ایمان رکھتے اور شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ہی صدقِ دل سے عمل پیرا ہیں — دلائل و براہین ان کے ساتھ ہیں۔ تب وہ مخالفینِ احمدیت کی ہرزہ سرائی، غلط بیانی اور فتاویٰ [illegible] حتیٰ کہ ظلم و ستم اور جبر و اکراہ کو خاطر میں نہیں [illegible] تے۔ خواہ یہ فتویٰ کفر دینے والے مولانا مودودی ہوں یا عامر عثمانی صاحب مدیرِ تجلّی۔ اور خواہ ان [illegible] دئی کفر کو سرکاری حیثیت دینے والا ملک پاکستان ہو یا شرقِ اُردن۔ اور خواہ احمدیوں کی تکفیر کے لئے جناب ابوالحسن علی میاں ندوی فلسفیانہ موشگافیاں کریں، یا علّامہ اقبال شاعرات تخیّلات پیش کریں۔ کیونکہ حق حق ہی رہے گا۔ بلکہ اس راہِ حق میں وہ احمدی ہمیشہ صبر و استقامت اور ہمّت و استقلال کا مظاہرہ کرتے چلے آئے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور احمدیت کی تاریخ بتلاتی ہے کہ ہر فتنہ و شر اور ابتلاء و امتحان کے بعد اِن احمدیوں کا قدم بفضلہ تعالیٰ آگے ہی بڑھا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے اور یقین رکھتے ہیں کہ حق و صداقت کو ایسے ہی ابتلاؤں اور امتحانوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور یہی رُوحانی جماعتوں کی حالت اور سُنّتِ انبیاء و مرسلین ہے۔

سُنّتِ مُرسلین و ماٰمورین

قرآن مجید ایک مکمل اور دائمی شریعت اور کامل ضابطۂ حیات ہے۔ زندگی کے ہر پہلو میں انسان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ قرآنِ مجید نے مختلف پیرایوں میں بار بار اس امر کو مومنوں کے ذہن نشین کروایا ہے کہ دُنیا میں جب کبھی کوئی مامور و مرسل آیا تو اکابرینِ قوم نے اپنے علم و فضل اور اثر و رسوخ کے زعم میں اور عوام نے ان اکابرین کی تتبع میں نہ صرف اس مامورِ ربانی کا انکار و تکذیب کی بلکہ اس کے خلاف ایک مخالفانہ محاذ قائم کیا۔ تمسخر و استہزاء کے ساتھ ساتھ ظُلم و تشدّد اور جبر و اکراہ کا قابلِ مذمت طریق بھی اختیار کیا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

(ا) یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ○ (یٰسٓ : ع۲)

(ب) کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○ (الذّاریات ع ۳)

یعنی کہ ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی اُن کے پاس کوئی رسول آیا تو یہ اس کے ساتھ تمسخر و استہزا کرتے رہے۔ اور اُسے ساحر و مجنون قرار دیا۔ نیز قرآنِ مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرین انبیاء کے انکار و تکذیب کی دو وجوہات تھیں۔

اوّل : وہ انبیاء اُن کی خواہشاتِ نفسانی اور تصوراتِ اذہانی کے خلاف آئے۔ جیسا کہ فرمایا بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ (البقرہ ع")

دوم : ان مخالفین کو اپنے ظاہری علم پر ناز تھا۔ جیسا کہ فرمایا۔ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (المؤمن ع۹) یعنی وہ اس علم پر ناز کرنے لگے جو اُن کے پاس تھا۔ اِن دونوں وجوہ کی وجہ سے وہ لوگ انبیاءِ کرام کی تصدیق سے محروم رہ گئے۔

اِسی طرح سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے متعدّد انبیاءِ کرام کی بعثت اور اُن کے مخالفین و مکذبین کا ذکر کرتے ہوئے بالآخر فرماتا ہے،

وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

کہ اِن انبیاءِ کرام کے مخالفین کی اکثریت (میجارٹی) اُن پر ایمان نہ لائی۔ پس قرآن مجید سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی و مرسل کو بھی اُس زمانہ کے لوگوں نے خوش آمدید نہیں کہا۔ اور نہ ہی اس کی بعثت پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اُس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے، کہ الحمدللہ، زہے نصیب آپ ہماری اصلاح و رُوحانی ترقی اور تعلق باللہ کے لئے تشریف لے آئے۔ ہم اللہ تعالیٰ اور آپ کے ممنون و مشکور ہیں۔ چلئے ہماری رہنمائی فرمایئے! بلکہ اس کے برعکس اُس مامور ربانی کی تکذیب کی۔ اُس سے تمسخر و استہزاء کیا۔ اُس پر اور اُس کے معدودے چند ماننے والوں پر اپنے علم و فضل اور میجارٹی کے زعم میں عرصۂ حیات تنگ کیا۔ اور وہ بالآخر اپنی تکذیب اور مخالفت اور ظلم و اکراہ کے نتیجہ میں خدائی گرفت میں آگئے خدا تعالےٰ نے انبیاء سابقین کے واقعات کو بطور حصولِ "عبرت" بیان فرمایا ہے: تاکہ مسلمان محتاط رہیں۔ مگر ہائے افسوس کہ اِس زمانہ کے تمام نہاد علماء و فقہاء اس مامور ربانی اور مرسلِ یزدانی کی تکذیب و تکفیر میں نہ صرف خوش بلکہ اس پر نازاں و فرحاں ہیں۔ کیونکہ وہ اُن کے تصورات کے خلاف آیا ہے۔ اور اِن کا دنیوی علم اُس کی تصدیق کے لئے حجابِ اکبر بن کر آڑے آیا ہے۔ اور کبھی واضح تاریخی حقائق کو مسخ کر کے بے بنیاد اعتراض کر کے خوش ہو رہے ہیں۔ کہ گویا ہم نے نیا انکشاف کر کے ایک قلعہ فتح کر لیا ہے۔ الحذر ثم الحذر۔

کیا ہمارے مسلمان بھائی اِس واضح حقیقت سے بے خبر ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سیّد المرسلین اور خاتم النّبیّین ہیں، جب خدائی انوار و برکات اور نشانات و معجزات کے ساتھ اس دُنیا میں اصلاحِ خلق اور قیامِ توحید کے لئے مبعوث ہوئے تو آپؐ نے ایک فطرتی اور سادہ پیغامِ الٰہی دُنیا کے سامنے پیش فرمایا۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (اخلاص۔

اِنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (کہف)

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ (البقرہ)

کہ تمہارا معبودِ حقیقی ایک ہے۔ اے لوگو تم اُسؐ کی عبادت کرو۔

توحیدِ الٰہی اور عبادتِ الٰہی کا یہ جانفزا پیغام کتنا صاف اور کتنا واضح تھا۔ اور یہ ایک خالص فطرتِ انسانی کا مسئلہ تھا۔ کہ شرک و بدعت میں ڈوبی ہوئی دُنیا کو پھر آستانۂ الٰہی پر لا کر جھکایا جائے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے مخاطب آپؐ کے ممنونِ احسان ہوتے۔ اور آپؐ کا شاندار استقبال کرتے، آپؐ کا اعزاز و اکرام کرتے، خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور آپؐ کی دعوت پر فورًا لبیک کہتے۔ مگر قرآن مجید۔ احادیثِ صحیحہ اور تاریخِ اسلام سے پتہ چلتا ہے کہ سنّتِ انبیاء کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی گئی۔ آپؐ سے بھی تمسخر و استہزاء کیا گیا۔ اور سلسلہ تکذیب و انکار آج تک جاری ہے۔ اور دُنیا میں اب بھی اکثریت غیر مسلموں کی ہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

(ا) وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ (صٓ ع۱)

(ب) وَقَالُوْا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ (الحجر ع)

(ج) بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىہُ بَلْ ھُوَ شَاعِرٌ (انبیاء ع۱)

(د) یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ۔ (النحل ع ۱۴)

(ھ) وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اِفْکُ ِۨافْتَرٰىہُ وَاَعَانَہٗ عَلَیْہِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ …… وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَھَا فَھِیَ تُمْلٰی عَلَیْہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا (الفرقان ع)

کہ کافروں نے کہا کہ یہ شخص نعوذ باللہ جادوگر اور جھوٹا ہے۔ مجنون ہے۔ یہ قرآن مجید پراگندہ افکار کا مجموعہ ہے۔ جس کو اِس شخص نے خود گھڑ لیا ہے۔ اور یہ شاعر ہے۔ اِس کو کوئی شخص سکھاتا ہے۔ یہ قرآن مجید ایک جھوٹ ہے جس کو اُس نے گھڑ لیا ہے۔ اور اس افتراء کے گھڑنے میں ایک قوم نے اس کی مدد کی ہے۔ اور یہ پہلے لوگوں کے قصّے کہانیاں ہیں۔ جو اس نے کسی سے لکھوالی ہیں۔ اور اب وہ صبح و شام اس کے سامنے پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں۔

کفّار نے اِن فرسودہ اعتراضات پر ہی بس نہ کی۔ بلکہ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ پر جبر و اکراہ

(آگے دیکھئے صلا پر)

خطبہ جمعہ

جو شخص تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور اسکے غیر میں ایک امتیاز پیدا کر دیتا ہے

یہی وہ امتیاز ہے جس کے نتیجہ میں احمدیت کے ذریعہ انسانوں کے دل جیتے جا رہے ہیں اور جیتے جائیں گے!

اپنے نفوس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے ماحول کی اصلاح بھی کرو اور اسے نورانی بنانے کی کوشش کرتے رہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۲ نبوت ۱۳۵۳ ہش مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ" اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

قرآن کریم کی اصطلاحی لغت میں بتایا گیا ہے کہ جب لفظ محبت کا فاعل انسان ہو اور یہ مفہوم ہو کہ

انسان نے اللہ سے محبت کی

تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے اس نے کوشش کی، اور جب قرآن کریم میں اس لفظ کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ اللہ نے اپنے بندے سے محبت کی تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو پسند کیا۔ اور اس کو اپنے انعامات اور رحمتوں سے نوازا۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ متقی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔ اور اپنے انعامات اور رحمتوں سے نوازتا ہے۔

اپنے عہد کو پورا کرنے کے کیا معنے ہیں؟ عہد کے معنیٰ ہیں حفاظت اور نگہداشت اور بار بار اور ہر حالت میں کسی چیز کی حفاظت کرنا۔ اور مفردات راغب نے اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ کے معنی یہ کئے ہیں اَوْفُوْا بِحِفْظِ الْاِيْمَانِ اپنے عہد کی حفاظت کرو اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔ اور

ایمان کے معنیٰ

مفردات راغب نے یہ کئے ہیں کہ کبھی یہ اسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ "اِسْمًا لِلشَّرِيْعَةِ الَّتِيْ جَاءَ بِهَا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ" یعنی ایمان اس شریعت کا نام ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ وہ شریعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان کی شکل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس شریعت کا نام اور اسم "ایمان" ہے۔ لفظ ایمان بطور اسم انہی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پس "اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ" کے یہ معنے ہوں گے کہ شریعت محمدیہ نے جو احکام اوامر اور نواہی کی شکل میں دیئے ہیں ان کی نگہداشت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کام کے نہ کرنے کا حکم ہو اور غلطی سے تم وہ عمل بجا لاؤ جس سے روکا گیا ہے۔ اور کسی کام کے کرنے کا حکم ہو اور غفلت سے تم اسے چھوڑ دو اور عمل نہ کرو پس فرمایا کہ جو شریعت محمدیہ کے احکام کی پابندی کرتے ہیں اور اس عہد کی حفاظت کرتے ہیں یعنی ہر وقت چوکس اور بیدار رہ کر اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی حکم بجا آوری سے رہ نہ جائے اور کسی نہی کا انسان غفلت کی وجہ سے مرتکب نہ ہو جائے وَاتَّقٰى اور جو تقویٰ کو اختیار کرتے ہیں ایسے متقیوں پر اللہ تعالیٰ اپنے انعامات اور رحمتیں نازل کرتا ہے۔

ایمان کی حفاظت کے تین رخ ہیں

ایک مومن مذہبی رنگ میں اس وقت مومن کہلاتا ہے۔ جب اس میں تین باتیں پائی جائیں۔ ایک تو یہ کہ وہ دل سے حق کو حق سمجھے دوسرے زبان سے حق کا اقرار کرے اور تیسرے اسی کے مطابق یعنی حق اور ہدایت کے مطابق اس کے جوارح یعنی اس کی عملی قوتیں عمل میں مصروف ہوں۔ یہ لغوی باتیں میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ گفتگو کے دوران میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ یہ چیزیں بہت سے دوستوں کے ذہن میں نہیں ہیں۔ ایک تو میں یہ بتا رہا ہوں کہ ایمان نام ہے شریعت محمدیہ کا۔ جس طرح میرے سامنے دوست بیٹھے ہیں ان کے اپنے اپنے نام ہیں۔ میرا نام ناصر ہے۔ اسی طرح ایمان شریعت محمدیہ کا نام ہے۔ دوسرے میں نے بتایا کہ تین چیزیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی زبان کا اقرار اور دل کی تصدیق یعنی حق کو حق سمجھنے کی کیفیت قلبی اور ذہنی اور جو قوائے عملیہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کئے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے بھی عمل اس تصدیق، اس حقیقت، اس حقانیت، اس ہدایت اس شریعت کے مطابق ہو۔ اور مفردات راغب میں لکھا ہے ان تینوں میں سے ہر ایک کو ایمان کہا جاتا ہے۔ وَيُقَالُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْاِعْتِقَادِ وَالْقَوْلِ الصِّدْقِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ اِيْمَانًا اور

تقویٰ کے معنیٰ

ہیں کہ اپنے نفس کو ان باتوں سے محفوظ رکھنا جو گناہ ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور اِتَّقٰى فُلَانٌ بِكَذَا اِذَا جَعَلَهٗ وِقَايَةً لِّنَفْسِهٖ اس واسطے ہم تقویٰ کے معنی یہ کر سکتے ہیں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کو اپنے لئے ڈھال کے طور پر حفاظت کا ذریعہ بناؤ۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہاں پر فرمایا کہ جو شریعت محمدیہ یعنی ایمان کی نگہداشت اور حفاظت کرتا ہے۔ یعنی شریعت محمدیہ پر ایمان رکھتے ہوئے یہ حفاظت کرتا ہے کہ اس کا نفس کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی شریعت محمدیہ نے اجازت نہیں دی اور کوئی ایسا کام کرنے سے رہ نہ جائے جس کا حکم اس شریعت کی طرف سے دیا گیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور اس کے ساتھ جو تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے بطور ڈھال کے اور ذریعہ حفاظت بنا لیتا ہے۔ یعنی دعائیں کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں وہ آ جائے تا کہ شیطان کے ہر قسم کے حملوں سے وہ محفوظ رہ سکے تو ایسے متقیوں سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے۔ یعنی اپنی انعاموں اور اپنی رحمتوں اور اپنی رضا سے انہیں نوازتا ہے۔

تقویٰ پر قرآن کریم نے یعنی شریعت محمدیہ نے بڑا زور دیا ہے اور دراصل

انسان کی روحانی ترقیات

کی ابتداء گناہوں سے بچنے کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ جب تک زمین کو اعمال صالحہ کے بیج لگانے کے لئے تیار نہ کیا جائے اس وقت تک اگر وہ بیج

لگا سکے بھی جائیں پنپ نہیں سکتے اس میں شک نہیں کہ انسان اپنی فطرت میں کمزور ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اس کمزوری کے بد نتائج سے بچنے کیلئے شریعت محمدیہ نے ہمیں تعلیم دی ہے اور وہ راہیں بتائی ہیں کہ جن پر چل کر انسان یا ان کمزوریوں سے بچ جاتا ہے۔ یا اگر کوئی بشری کمزوری سرزد ہو جائے تو اس کے بد نتائج سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ مثلاً توبہ ہے۔ اور استغفار ہے بہر حال انسان کی سیر روحانی بدیوں سے بچنے کی کوشش سے شروع ہوتی ہے اور اس کی انتہا اپنے اپنے ظرف کے مطابق قرب الٰہی کے حصول پر ختم ہو جاتی ہے۔ اور پھر اس کی ترقیات اس نقطہ سے ایک اور رنگ میں آگے بڑھتی ہیں۔ مثلاً جنت کا جو تصور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔ "ایمان" یعنی شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں دیا ہے۔ وہ یہ نہیں کہ جنت میں عمل نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ یہ ہے کہ جنت میں کوئی امتحان نہیں لیا جائے گا۔ عمل تو ہوں گے لیکن ایسے اعمال وہاں نہیں ہوں گے۔ جیسے امتحان کا عمل ہے کہ جس کے نتیجہ میں سزا اور انعام ہر دو کا امکان ہو۔ ایک طالب علم جب امتحان میں بیٹھتا ہے تو اس کے لئے یہ بھی امکان ہے کہ وہ ناکام ہو جائے اور یہ بھی امکان ہے کہ وہ کامیاب ہو جائے تو جنت کے اعمال اپنے اندر امتحان کا رنگ نہیں رکھتے۔ لیکن کسی کا یہ تصور کہ جو اسلام نے جنت بتائی ہے۔ اس میں انسان غفلت اور کسل کی بیماری میں مبتلا ہوگا۔ اور کوئی کام نہیں کرے گا۔ یہ قرآن کریم کا تصور نہیں بلکہ قرآن کریم نے اور اس کی تفسیر میں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

نے تو یہ بتایا ہے کہ جنت میں انسان روزانہ اس قدر کام کرے گا کہ اگلے دن اس کا مقام پہلے دن سے بلند ہوگا۔ اس دنیا میں ساری عمر جو ہم کام کرتے ہیں (یہ ٹھیک ہے کہ ایک آدمی کی جنت اور دوسرے کی جنت میں فرق ہے۔ لیکن) اس کا نتیجہ بظاہر یہی نکلتا ہے کہ خدا نے فضل کیا اور اس کے رحمت سے انسان جنت کا مستحق ہو گیا۔ اور کئی ہیں جو ناکام ہوتے اور ناکامی کی سزا انہیں مرنے کے بعد بھگتنی پڑی لیکن جو کامیاب ہوئے ساری عمر کی کوششوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمتوں کی جنت انہوں نے حاصل کی لیکن جنت کے شب و روز غفلت کے شب و روز نہیں۔ وہاں جو اعمال انسان کو کرنے کے لئے بتائے جائیں گے، وہ اس قسم کے ہیں کہ روزانہ ہی درجات کو بلند کرنے والے اور انسان کو اپنے رب سے قریب سے قریب کرنے والے ہوں گے بہر حال اس دنیا میں ہماری سیر روحانی یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ گو گناہوں سے اور غفلتوں سے اور کوتاہیوں سے ایسے اعمال سے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے انسان بچنے کی کوشش کرے اور تقویٰ کا ایک پہلو یا بڑا پہلو یہی ہے۔ اس کی تفصیل میں تو میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔ لیکن یہ کہنا یقیناً درست ہوگا کہ انسان کی سلامتی کے لئے یعنی خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے محفوظ رہنے کے لئے اور غفلت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے قہر کے وارث ہونے سے بچنے کے لئے

تقویٰ تعویذ کا کام دیتا ہے

اور حفاظت کرتا ہے۔ اور ہر قسم کے فتنوں اور فسادات سے اور ہر قسم کی بداعمالیوں سے محفوظ رہنے کے لئے تقویٰ ایک مضبوط قلعہ کا کام دیتا ہے جو تقویٰ کی چار دیواری کے اندر داخل ہو گیا وہ اس قسم کے فتنوں اور فسادوں اور بد عملیوں اور کوتاہیوں اور غفلتوں سے محفوظ ہو گیا اور تقویٰ کی باریک در باریک راہیں ہیں۔ انسان انسان کے لحاظ سے تقویٰ میں فرق ہے۔ بعض انسانوں کی استعدادیں موٹی ہوتی ہیں۔ بعض کی استعدادیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ باریکیوں میں جاتے ہیں اور زیادہ روحانی ترقیات کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے کی قوت بھی دی اور تقویٰ کی باریک راہوں کی تشنگی بھی عطا کی۔ تقویٰ کی یہ باریک راہیں ان کی روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خد و خال ظاہر کرنے والی ہیں جیسا کہ میں نے بتایا تقویٰ کی اصل یہ ہے کہ وہ فتنہ و فساد اور ظلم و تباہی میں مبتلا ہونے کے خطرے کے وقت حفاظت کا کام دیتا ہے۔ اور جب انسان ہر پہلو سے متقی بن جائے یعنی کسی پہلو سے بھی کوئی گناہ اور گندگی اس کے قریب نہ آئے تو چونکہ گندگی اور بدعنوانی سے اس نے خود کو محفوظ کر لیا۔ اس لئے روحانی طور پر اس کے جو نقوش اور خد و خال تھے وہ نمایاں ہو کر سامنے آ گئے اور ابھر آئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے متقیوں سے میں پیار کرتا ہوں۔ اور قرآن کریم پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ

اللہ کے پیار کرنے کا مطلب

یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ اپنے انعامات اور اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں خود بتایا کہ متقی پر اللہ تعالیٰ کے کس قسم کے فضل نازل ہوتے ہیں۔ کون سے انعام ہیں جو اسے دیئے جاتے ہیں کن رحمتوں سے انہیں نوازا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ

فرمایا کہ جو شیطانی حملوں سے بچنے کیلئے مجھے پناہ بنا لیتے ہیں اور ڈھال بنا لیتے ہیں میں ان لوگوں سے اس رنگ میں محبت کرتا ہوں یعنی اس طور پر میرے انعام اور رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں کہ ان میں اور ان کے غیر میں ایک امتیاز پیدا کیا جاتا ہے۔ مومن اور غیر مومن میں روحانی حسن کے لحاظ سے تو بہر حال فرق ہے۔ لیکن ظاہر میں بھی وہ پہچانے جاتے ہیں۔ اور دنیاوی لحاظ سے صاحب فراست آدمی پہچان لیتا ہے کہ یہ شخص کس قسم کا ہے۔ ان کے اخلاق میں، ان کے بات کرنے کے طریق میں، ان کے تخاطب میں، ان کے سلوک میں۔ ان کے دل میں خالق خدا کے لئے جو پیار اور ہمدردی ہے وہ ظاہر ہو رہی ہوتی ہے اور ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جو ابھی زیر تربیت احمدی ہیں۔ بوجہ اس کے کہ نئے نئے جوان ہوئے یا بوجہ اس کے کہ وہ احمدیت میں نئے نئے داخل ہوتے ہیں ان میں بھی تھوڑی سی تربیت کے بعد اسی رنگ کی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ فوراً پتہ لگ جاتا ہے بعض دفعہ دوست اپنے ساتھ اپنے دوستوں کو لے آتے ہیں۔ اور ایک دو فقروں میں ہی میں سمجھ جاتا ہوں کہ ان کو بہت سی تربیت کی ضرورت ہے یعنی ابھی

احمدیت کی تربیت

اسلام کی تربیت، ایمان کی تربیت کے حصول کی ابتداء انہوں نے نہیں کی گفتگو ہے، چلنے کا طریق ہے چلنے کے طریق سے مجھے یاد آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں شامل ہونے کے لئے دوڑتے ہوئے آتے دیکھا اور فرمایا اَلْوَقَارَ اَلْوَقَارَ کہ تمہاری چال میں ایک مومن کا وقار نہیں نظر آتا۔ تو معلوم ہوا کہ مومن کی چال ایک غیر مومن کی چال سے امتیاز رکھتی ہے۔ ان کے درمیان ایک فرق پایا جاتا ہے۔ پھر مثال کے طور پر کپڑوں کی نگہداشت ہے۔ ٹھیک ہے چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بہت سی کمزوریاں ہیں۔ بہت سے مومنوں سے بھی کمزوریاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ لیکن ایک امتیاز ہے اکثریت کو جب ہم دیکھتے ہیں تو جو مومن ہے وہ کپڑے کو اس سے بہتر جو عمل صالح ہے۔ اس پر ترجیح نہیں دے گا۔ اور مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ آپ کا اسوہ ہے کہ میری زندگی اور میرے رہن سہن میں تمہیں کوئی تکلف نظر نہیں آئے گا۔ اور آپ نے دیکھا ہوگا اور یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بڑا احمدی ایسے ہوں جن میں یہ چھوٹی سی کمزوری ہو۔ اس کو بھی دور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے فرقان میں اور امتیاز میں فرق آتا ہے۔ بعض لوگ ہوتے ہیں کہ کپڑا پہنا ہوگا اور مٹی پر بیٹھنے سے پرہیز کریں گے۔ حالانکہ کئی دفعہ زمین پر بغیر کپڑا بچھائے بیٹھنا ثواب کا موجب بن جاتا ہے۔ یا اگر ان کے کپڑوں پر کہیں مٹی لگ جائے تو فوراً جھاڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اپنے کپڑوں سے مٹی اڑانے لگ جاتے ہیں۔ جس چیز سے بنے ہیں اسی سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ بہر حال بعض دفعہ مٹی پر بیٹھنا بھی ثواب کا کام بن جاتا ہے۔ ایک دفعہ

مجھے یاد ہے

سماٹیالی میں ہمارے احمدیوں کے دو گروہوں میں آپس کا اختلاف ہوا۔ اور وہ نامعقول رنگ تک پہنچ رہا تھا۔ ہم وہاں گئے لمبا قصہ ہے مختصر کروں گا۔ تو میں نے دونوں گروہوں کے لیڈروں کو کہا "آؤ چلو میرے ساتھ" اُن کے ساتھی ایک دوسرے کو غصہ دلانے کی باتیں کر کے بھڑکا رہے تھے اور وہ صلح کی طرف مائل نہیں ہو رہے تھے میں اُن کو باہر لے گیا۔ ایک کھیت میں ہم آرام سے بیٹھ گئے اور میرے دماغ میں کسی کونے میں بھی یہ خیال نہیں آیا کہ کپڑوں کو مٹی لگ جائے گی۔ زمین پر بیٹھ گئے اور ان سے باتیں شروع کیں۔ آدھ پون گھنٹہ میں ان میں آرام کے ساتھ صلح ہو گئی۔ کیونکہ اکیلے تھے اور اُن کو جوش دلانے والا کوئی نہیں تھا۔

کپڑے کی صفائی ضروری ہے

لیکن یہ سمجھنا کہ کپڑے کو صاف ستھرا رکھنا کہ مٹی بھی نہ لگے یہ اتنا بڑا ثواب ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی ثواب ہی نہیں۔ یہ غلط ہے۔ جب تکلف بیچ میں آجائے گا تو کپڑے کی صفائی بھی گناہ بن جائے گی یعنی اس حد تک صفائی کہ مٹی لگی ہی نہ ہو کوئی داغ نہ لگا ہوا ہو۔ یہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں نظر آتا ہے کہ ایسا زمانہ بھی تھا کہ وہ کوئی کپڑا نہیں بچا سکتے تھے۔ نماز کا وقت ایسی جگہ آگیا ہے کہ مسجد نہیں جا سکتے وہیں زمین پر ہی نماز پڑھ لیتے تھے کیونکہ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بڑی بے تکلف زندگی ہے جو اسلام نے ہمارے سامنے پیش کی ہے جو قرآنی ہدایت نے ہمیں بتائی ہے پس جو شخص تقویٰ سے کام لیتا ہے۔ یعنی جن برائیوں سے جن کمزوریوں سے اسلام نے ہمیں روکا ہے۔ ان سے بچتا ہے۔ اور ان راہوں کو اختیار کرتا ہے۔ مثلاً استغفار کثرت سے کرنا' دُعا کثرت سے کرنا' خدا تعالیٰ سے دُعائیں کثرت سے کرنا کہ خدا تعالیٰ اسے ہر قسم کی بدی اور بُرائی سے محفوظ رکھے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرقان کا سامان

ایک امتیاز کا سامان

پیدا کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اس قسم کا ہو کہ وہ ہر وقت چوکس رہ کے گناہوں سے بچنے والا اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والا اور مخلوق کی خدمت کرنے والا اور انسان سے ہمدردی کرنے والا ہے۔ اس کی زندگی اور غیر کی زندگی میں تو زمین اور آسمان کا فرق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دیکھو کتنا بڑا انعام میں تمہیں دوں گا۔ اگر تم عہد شریعت محمدیہ کو نباہو گے اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرو گے تو تم میں اور غیر میں زمین اور آسمان کا فرق پیدا کر دیا جائے گا۔ اور سیّئات کو ڈھانپ دیا جائے گا۔ اور ڈھانپنے کے بھی دو معنیٰ ہیں جس طرح استغفار کے اندر آتا ہے کہ یا گناہ سرزد نہیں ہوگا۔ یا بد نتائج سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھ لے گا قرآن کریم نے مختلف انسانوں کے لئے مختلف معانی کئے ہیں۔ فرمایا اور نور دیا جائے گا۔

نور کے معنیٰ

ہیں کہ ہر کام میں تمہیں ایک بشاشت نورانی دی جائے گی۔ اور علیٰ وجہ البصیرت تم نیکی کے کام کرو گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ تمہارے افعال میں نور ہو گا۔ تمہارے اقوال میں نور ہوگا۔ تمہارے قویٰ میں نور ہو گا۔ تمہارے حواس میں نور ہو گا۔ تم نورِ کامل بن جاؤ اور جن راہوں پر تم چلو گے وہ روشن اور چمکدار ہوں گی۔ اور جن راہوں سے تم نے بچنا ہو گا اور جن سے خدا تعالیٰ نے شریعت محمدیہ میں بچنے کا حکم دیا ہے وہ اندھیرے ہوں گے نور اور اندھیرے کا فرق تمہارے اور غیر کے درمیان ہوگا کہ تم روشن راہوں پر علیٰ وجہ البصیرت بشاشت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کو حاصل کرنے میں آگے ہی آگے بڑھتے جاؤ گے۔ اور جو غیر ہیں اور خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دور وہ اندھیروں میں بھٹکنے والے ہوں گے۔ ان کا پتہ ہی نہیں ہوگا کہ کونسی راہ خدا تک لے جاتی اور کونسی راہ اس سے دور کرنے والی ہے۔

یہ اُسی سلسلہ مضامین کا حصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متقی سے محبت کرتا ہے۔ اور جو متقی نہیں ہے اس سے پیار نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عہد پہ کامیابی کے ساتھ اور وفا کے ساتھ قائم رہنے والے سے محبت کرتا ہے اس عہد پر جس کے معنیٰ قرآن کریم کے سمجھنے والوں نے شریعت محمدیہ کے کئے ہیں۔ پس جو

احکامِ اوامر و نواہی

قرآن کریم کی شریعت میں ہمیں بتائے گئے ہیں اگر ہم نے جو عہد بیعت کیا ہم نے جو یہ عہد کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ اپنے لئے اسوہ بنائے رہیں گے۔ ہم نے جو یہ عہد کیا کہ ہم آپ کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں گے۔ اور جن راہوں پر ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں پڑا، ان راہوں پر قدم نہیں ماریں گے۔ اگر اس عہد کو ہم نباہیں گے اگر ہم خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کو اپنے لئے ڈھال بنائیں گے۔ اور سلامتی کا اور بھٹکنے سے حفاظت کا ذریعہ اسے قرار دیں گے۔ اس کی انگلی پکڑیں گے (یہ تمثیلی زبان ہے ٹھیک ہے لیکن تمثیلی زبان کے بغیر ہم سمجھ نہیں سکتے) ہم اس سے یہ عاجزانہ دُعائیں کریں گے کہ وہ خود ہمارا رہبر بنے اور اگر تقویٰ کی باریک راہوں کو اختیار کر کے اپنے روحانی وجود کے حسن کے نقوش اُبھاریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ہم میں اور غیر میں فرق کر دے گا۔ اور جب

اللہ تعالیٰ ہم میں اور غیر میں ایک فرق کریگا

اس طرح ہم سے پیار کرے گا۔ تو ہم سے غلطیاں یا سرزد نہیں ہوں گی یا ہمیں توبہ اور استغفار کے ساتھ ان غلطیوں کی معافی کی توفیق ملے گی اور اللہ تعالیٰ نیکیوں کی راہوں کو ہمارے لئے منور کر دے گا۔ اور ہمارے قویٰ اور ہماری طاقتوں کو اور ہماری استعدادوں کو یہ عادت پڑ جائے گی کہ صرف انہی راہوں پر وہ چلیں جن راہوں کو اللہ تعالیٰ کے نور نے اس کی رحمت کے ساتھ منور کیا ہوا ہے۔ یہ وہ امتیاز ہے' یہ وہ فرقان ہے جس کے نتیجہ میں احمدیت کے ذریعہ انسانوں کے دل جیتے جا رہے ہیں اور جیتے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ وہ ذمہ داری ہے جو آپ پر ڈالی گئی ہے۔ اس کے بغیر اس دعویٰ میں آپ سچے نہیں ہو سکتے کہ ہماری زندگیاں نوع انسان کے دلوں کو جیت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے ہیں۔ یہ

ہماری زندگی کا مقصد

ہے۔ اس لئے جو خدا نے کہا کہ عہدوں کو پورا کرو اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرو تم میں اور غیر میں ایک امتیاز ایک فرقان پیدا کیا جائے گا۔ اور تمہاری کمزوریوں کو اُن ہر دو معنیٰ میں جو میں نے بتائے ڈھانپ دیا جائے گا۔ اور نور کے سامان تمہارے لئے پیدا کئے جائیں گے۔ یہ امتیاز ہے یہ امتیاز اگر آپ پیدا کریں تو کسی کو کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ہر شخص یہ سمجھے گا کہ غیروں میں اور ان میں فرق ہے۔ اور ہر شخص یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی طرف یہ قوم لے جانے والی ہے۔ اس لئے تعاونوا علی البرّ والتقویٰ کے مطابق اپنے نفوس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے ماحول کی اصلاح بھی کرو اور اسے نورانی بنانے کی کوشش کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے آمین۔

اخبارِ قادیان

مورخہ ۳ جناب بریگیڈیئر ادے سنگھ صاحب ایک میجر صاحب کے ہمراہ گورداسپور سے قادیان تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے متعلق گذشتہ دنوں اخبارات میں کثرت کے ساتھ ذکر آتا رہا ہے۔ لہذا جماعت احمدیہ کے متعلق موقعہ پر جا کر حالات معلوم کرنے کے لئے ہم آئے ہیں۔ انکو جماعت کی طرف سے قرآن مجید انگریزی اور اسلامی تعلیمات کے متعلق ضروری لٹریچر دیا گیا جسکو انہوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے اس کے مطالعہ کا وعدہ فرمایا۔ اور لٹریچر برانچ کا شوروم دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے۔

وہ پھول ـــــ جو مُرجھا گئے

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد

اس گلشنِ عالم میں انواع و اقسام کے پھول اپنے اپنے مخصوص رنگ و بُو کے ساتھ کھلتے ہیں اور ایک محدود عرصہ تک سیرگاہِ گیتی میں حسنِ نظر کی تسکین کا سامان کرکے ایک عمرِ طبعی پاکر بہرحال وقت کی بادِ سموم کے اثرات سے مُرجھا جاتے ہیں۔ قدرت کا یہ نظام اسی طرح چلتا آیا ہے اور اسی طرح چلتا رہے گا۔

تقسیمِ ملک کے پُرآشوب زمانہ میں جب احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کو کچھ ایسے دیوانوں کی ضرورت تھی جو اپنے تمام دنیوی علائق سے منقطع ہوکر صرف مقاماتِ مقدسہ کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرکے رضائے الٰہی کو حاصل کریں تو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادِ گرامی کی تعمیل میں ۳۱۳ درویشوں نے اپنے آپ کو پیش کردیا۔ اور صدق و وفا کا وہ نمونہ دکھایا جس پر تاریخِ احمدیت ہمیشہ فخر کرے گی۔

گلشنِ احمدؑ کے یہ پھول اپنی اپنی عمرِ طبعی کے مطابق زینتِ چمن بن کر مُرجھاتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ۳۱۳ کی تعداد گھٹ کر اب صرف ایک سو کے قریب رہ گئی ہے۔ گزشتہ تھوڑے سے عرصہ میں ہمارے چار ساتھی ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔ انہی کی خدمت میں عقیدت و محبت کا ہدیہ پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

ـــــ (۱) ـــــ

مضبوط پہلوانی جسم۔ سانولا رنگ چہرے پر سادگی اور مسکراہٹ۔ پُرخلوص اور باوفا انسان۔ یہ تھے ہمارے درویش بھائی مستری عبدالغفور صاحب مرحوم۔ جو تقسیم ملک کے وقت مقاماتِ مقدسہ قادیان کی خدمت کا ولولہ دل میں لئے ایک عہدِ استوار باندھ کر یہاں ٹھہر گئے تھے۔ اور ۲۷ سال تک اپنے عہد کو خوش اسلوبی سے نبھا کر سرخروئی کے ساتھ مورخہ ۳؍اگست ۱۹۷۴ء کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔

مستری صاحب مرحوم کی پہلی بیوی تقسیم ملک سے قبل ہی فوت ہوچکی تھی جس کے بطن سے ایک لڑکا تھا جو پاکستان میں ہی رہتا تھا۔ دوسری شادی انہوں نے رائے (یوپی) میں مکرم ماسٹر نثار محمد صاحب مرحوم کی ہمشیرہ فخر النساء صاحبہ سے کی۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

زمانہ درویشی میں سے اکثر حصہ مرحوم نے صدر انجمن احمدیہ پر بوجھ بنے بغیر گزارا۔ وہ اپنے آبائی پیشہ یعنی لوہار کا کام کرکے گزارہ چلاتے رہے۔ ان کا بایاں ہاتھ زمانہ درویشی میں ہی ایک مشین پر کام کرتے ہوئے کٹ گیا تھا۔ انگلیاں تو جڑ گئی تھیں لیکن ان میں ٹیڑھاپن آگیا تھا۔ اس کے باوجود وہ بدستور مستری کا کام کرتے رہے۔ اور بڑی ہمت کے ساتھ اپنا گزارہ چلایا۔

بہت خاموش نرم دل اور شریف الطبع انسان تھے۔ اگست ۱۹۷۴ء میں کوئی سخت محنت کا لوہارا کام کرتے ہوئے شدّت گرمی سے بے حال ہوکر ڈاکٹر کے پاس پہنچے دوائی لی اور گھر چلے گئے۔ یک بیک حالت بگڑ گئی اور کوئی طبی امداد پہنچنے سے قبل ہی خداتعالیٰ کے حضور پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصی تھے بہشتی مقبرہ کے قطعہ ۹ میں دفن ہوئے۔

ـــــ (۲) ـــــ

زمانہ درویشی میں احمدیہ چوک میں ایک چھوٹی سی منیاری کی دوکان پر ایک سفید ریش بزرگ بیٹھے رہتے تھے۔ سیاہ چشمہ لگائے ایک کان پر ہاتھ رکھے اپنے کمسن گاہکوں کے ساتھ بہت بلند آواز میں باتیں کرتے تھے۔ یہ کمسن گاہک سکول کے بچے بچیاں ہوتے۔ کاغذ۔ کاپی۔ قلم دوات پنسل وغیرہ کی گاہکی ہوتی۔ ایک مقدس سا بڑھاپا دن بھر میں درجنوں مرتبہ دوکان کے اندر چکر لگاتا۔ ایک معتبر سی کمر جھکی جھکی دوکان کے اندر گھومتی اور یہ شغل صبح سے شام تک جاری رہتا۔ اور ۲۷ سال جاری رہا تاآنکہ اعصاب نے عزم کا ساتھ دینے سے انکار کردیا۔

یہ ہمارے بزرگ درویش حضرت بھائی شیر محمد صاحب تھے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک تھے۔ آپ قادیان کے قریب دھرم کوٹ رندھاوا کے رہنے والے تھے۔ زمانہ طفولیت میں ہی قادیان آکر اپنے آقا کے قدموں میں بیٹھ گئے تھے۔ بڑی ہمت اور پامردی کے ساتھ قادیان کی سکونت اختیار کئے رکھی۔ بہت خوددار اور باہمت تھے تقسیم ملک سے قبل مدرسہ احمدیہ کے گیٹ کے سامنے منیاری کی دوکان تھی۔ جہاں ہر وقت گاہکوں کا ہجوم رہتا۔ بچوں کو تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ ملک تقسیم ہوگیا تو باقی خاندان کو بہ تقاضائے حالات پاکستان بھجوا دیا اور خود اپنے آقا کے در کی دربانی چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ جذبۂ وفاداری نے کہا ہوگا کہ اے محمدؐ کے شیر! بچپن اور جوانی اپنے آقا کے دروازے پر گزار کر اب کہاں جائے گا؟ چنانچہ درویشی اختیار کی۔ اور اس شان کے ساتھ اختیار کی کہ صدر انجمن احمدیہ سے کوئی خرچ لینا گوارا نہ کیا۔ احمدیہ چوک میں ایک چھوٹی سی دکان لے کر منیاری کا سامان رکھ لیا۔ اور اپنی جسمانی کمزوری کے باوجود اپنا گزارہ خود چلاتے رہے۔ چندوں اور نمازوں میں باقاعدگی۔ کم گوئی۔ خدا سے تعلق یا خود اپنے کام سے تعلق ساری عمر رہا۔ نہ کسی کو ستایا نہ ستائے گئے۔

۷۵ - ۸۰ سال کی عمر میں مسجد مبارک کی چھت پر سیڑھیاں طے کرکے جب نماز کو جاتے تو اس بوڑھی جوانی پر رشک آجاتا۔ اور اپنی سستیوں پر شرم و ندامت کا احساس بیدار ہو جاتا۔

حضرت بھائی جی نے واقعی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق زندگی گزاری کہ اس دُنیا میں یوں زندہ رہو کہ اپنے آپ کو راہِ ملکِ عدم کا مسافر سمجھتے رہو وہ ایسا جینا جیئے جس کو ایک قابلِ تقلید نمونہ سمجھا جاسکتا ہے۔

زندگی کے آخری چند سالوں میں جب بڑھاپے کے ناقابلِ برداشت بوجھ نے چارپائی کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر مجبور کردیا تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے ہم زُلفی کی لاج رکھتے ہوئے ان کی خدمت اپنے ذمّہ لے لی۔ اور متواتر چار سال تک یہ خدمت بجالاتے رہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۸۵ سال کی عمر میں معمولی سی بیماری نے اتنی نقاہت پیدا کردی کہ حضرت عزرائیل کا ہاتھ تھامے ۲۴؍نومبر ۱۹۷۴ء کو اپنے مولائے حقیقی کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ یوں تو پسماندگان میں ان کے بہت سے عزیز موجود ہیں۔ لیکن خوش قسمت ہے وہ انسان جو اپنے تقویٰ اور بلند اخلاق اور اچھی یادوں کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے۔ اور اس اعتبار سے حضرت بھائی جیؓ واقعی ایسے خوش قسمت انسان تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ موصی تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ بہشتی مقبرہ کے قطعہ ۵ میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

ـــــ (۳) ـــــ

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۴ء کے دوسرے روز یعنی ۲۷؍دسمبر کو درویشی کی ۲۷ سالہ تاریخ کا ایک بڑا درد انگیز حادثہ رونما ہوا۔ کیونکہ اس روز ہمارے دو بزرگ صحابی درویش چند گھنٹوں کے وقفہ سے وفات پاگئے۔ اور دو جنازے اکٹھے بہشتی مقبرہ روڈ پر سفرِ آخرت پر جاتے دیکھے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الحاج حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی قادیان میں رہ کر تعلیم حاصل کی تھی۔ ۱۱؍مئی ۱۹۴۷ء کو ایک قافلہ میں درویشوں کے زُمرہ میں شامل ہونے کے لئے قادیان پہنچے تھے۔ اور ۲۷½ سال تک اپنا عہدِ درویشی خوش اسلوبی سے نبھا کر فوت ہوگئے ـــ قد چھوٹا تھا۔ مگر جسم کی بنیاد بچپن ہی سے مضبوطی کے ساتھ استوار ہوئی تھی۔ اس لئے صحت بڑھاپے میں بھی اچھی رہی۔ نوجوانی کی عمر میں جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان میں زیرِ تعلیم تھے فُٹ بال کے بہترین کھلاڑی تھے۔ قادیان میں حصولِ تعلیم کے بعد ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن کا امتحان پاس کرکے سرکاری ملازمت اختیار کرلی۔ بمبئی میں ایک لمبے عرصہ تک مقیم رہے اور وہاں کی جماعت کے صدر بھی رہے۔

۱۹۶۹ء میں ان کو اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ شریف کی سعادت بھی عطا فرمائی ان کے فرزند سعید مکرم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب بخاری نے ان کے لئے اخراجات کا انتظام فرمایا۔ جس سے وہ اس عظیم الشان سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکات سے وافر حصّہ دیا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا شرف۔ حج بیت اللہ شریف کی سعادت۔ اور درویشی کی سعادت۔ اور کتنا خوش قسمت ہے وہ انسان جس میں یہ تمام سعادتیں جمع ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ نے انواع و اقسام۔ رنگ برنگ اور متنوع خوشبوؤں والے پھول درویشی کے اس گلدستے میں کہاں کہاں سے جمع کرکے سجائے تھے۔ لیکن خدائی قانون کے تحت ہی حوادث و مرورِ زمانہ سے یہ پھول آہستہ آہستہ مرجھاتے چلے گئے اور اب یہ احساس شدید تر ہوتا چلا جارہا ہے کہ درویشوں کی اکثریت اپنا فرض اور سفر طے کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوچکی ہے

(باقی صفحہ ۹ پر دیکھئے)

افسوس! محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

قادیان ۱۰ را مان (مارچ)۔ نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب مورخہ ۴ را مان ۱۳۵۴ ہجری شمسی مطابق ۴ر مارچ ۱۹۷۵ء بروز منگل ساڑھے چھ بجے شام غروبِ آفتاب کے وقت جبکہ مغرب کی اذان ہو رہی تھی بعمر پچاس سال ربوہ میں وفات پا گئے ــــ اِنّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ قادیان میں آج یہ افسوسناک اطلاع بذریعہ ٹیلیگرام محترم ناظر صاحب خدمتِ درویشان ربوہ کی طرف سے موصول ہوئی کہ

"محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب وفات پا گئے ہیں"

محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم کی طویل علالت اور آخری علاج معالجہ کے سلسلہ میں اخبار الفضل مجریہ ۵ر مارچ ۱۹۷۵ء میں جو تفصیلات شائع ہوئی ہیں، ان کے مطابق محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم ۱۹۶۹ء سے بعارضہ قلب بیمار تھے۔ اس دوران میں کئی بار آپ کو دل کی تکلیف ہوئی۔ اور ہر بار صحتیاب ہوتے رہے۔ ۹ر فروری ۱۹۷۵ء کو پھر دل کا حملہ ہوا۔ اور سینہ میں انفیکشن بھی ہو گئی۔ علاج جاری تھا کہ ۲۴ر فروری کو بیماری نے اچانک شدت اختیار کر لی۔ اس دوران میں محترم ڈاکٹر عبد الرؤف صاحب اور محترم ڈاکٹر عالمگیر صاحب پروفیسر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کو بغرض علاج لاہور سے بلوایا گیا۔ نیز محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کے مشورہ کے مطابق آپ [illegible] خصوصی نگرانی میں مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی آپ کا بہت اخلاص اور محنت سے علاج کرتے رہے۔ لیکن مرض شدت اختیار کرتا چلا گیا۔ آخری دو دنوں میں وقفہ وقفہ سے بیماری کے تین شدید حملے ہوئے۔ تیسرا اور آخری حملہ ۴ر مارچ کو ایک بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ اور مسلسل شام تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ ساڑھے چھ بجے شام رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اور آپ مولائے حقیقی سے جا ملے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار تشریف لا کر عیادت فرماتے رہے۔ نیز مسلسل خیریت دریافت کرواتے رہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حرم ثانی حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کے بطن سے دسمبر ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۹۵۴ء میں آپ کی شادی حضرت پروفیسر علی احمد صاحبؓ بھاگلپوری کے بھتیجے اور محترم میاں عبد الرحیم احمد صاحب کے چچا زاد بھائی محترم مولوی عبد الباقی صاحب مرحوم کی صاحبزادی محترمہ اسماء طاہرہ صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ سے ہوئی تھی۔ ۱۹۶۹ء میں آپ کو پہلی بار دل کی تکلیف ہوئی۔ اس وقت سے طبیعت خراب رہنے لگی تھی۔ گو درمیان میں آرام آجاتا رہا۔ لیکن بیماری گئی نہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی عمر پانے والی اولاد میں سے آپ رحلت فرمانے والے پہلے فرزند ہیں۔

تقسیم ملک سے قبل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے تقریباً ہم عمر صاحبزادوں مرزا خلیل احمد صاحب۔ مرزا رفیع احمد صاحب۔ مرزا حفیظ احمد صاحب اور مرزا وسیم احمد صاحب کو مدرسہ احمدیہ میں دینی تعلیم کے لئے داخل کرایا اور چاروں ایک ہی کلاس کے طالب علم رہے۔ اور زمانۂ طالب علمی میں نمایاں علمی قابلیت رکھتے تھے۔

محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم تقسیم برصغیر کے معاً بعد کچھ عرصہ قادیان میں بطور درویش مقیم رہے۔ اور یہاں بطور ناظر دعوۃ و تبلیغ خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح ربوہ میں آپ کچھ عرصہ نائب ناظر خدمتِ درویشان رہے۔ ۱۹۷۱ء میں مکہ معظمہ کی زیارت کرنے اور عمرہ کرنے کی سعادت پائی۔

ادارہ بدر آپ کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا، نیز

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی۔
حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی۔
حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا۔
حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا۔
محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ النصیر صاحبہ حال مقیم امریکہ۔
محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ الرشید صاحبہ۔
محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب۔
محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔
محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ۔
محترم میاں عبد الرحیم احمد صاحب،
محترمہ اسماء طاہرہ صاحبہ سلمہا اور اُن کی والدہ صاحبہ محترمہ

نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ دیگر افراد کی خدمت میں دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے، اور آپ کو اپنے خاص مقام قرب سے نوازے۔ نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں اُن کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔

اللّٰھم آمین۔

تقریر بر جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء

قسط ۱

انسانی برادری اور مذہبی رواداری

از مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل

انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ انسانی برادری کا قیام اور شیطانی طاقتوں کی مخالفت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور اس کو شریعت کا مکلف بنا کر جزاء و سزا کا مستحق بنایا۔ انسان کی پیدائش کا مقصد صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بننا اور قربِ الٰہی کا حصول اور باہم میل و ملاپ رکھنا قرار دیا۔ ان مقاصد کے حصول میں انسان کی راہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ دنیا کی راہنمائی کے لئے آنے والے ہر نبی اور رسول نے ان دو امور کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی :-

۱۔ تعلق باللہ کا حصول

۲۔ تعلق بین الناس اور انسانی برادری کا قیام۔

اور جب سے اللہ تعالیٰ نے رسولوں اور نبیوں کے بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا ہے تب سے شیطانی قوتوں نے مخالفت ہی کو اپنا مقصدِ اوّلین قرار دیا ہے چنانچہ انبیائے کرام جہاں انسانی برادری کے قیام میں کوشاں رہے وہاں شیطانی گروہ جبر و اکراہ سے کام لے کر انبیاء کی اس قائم کردہ انسانی برادری کی بیخ کنی میں مصروف رہا۔

حضرت آدم علیہ السلام

جب حضرت آدم علیہ السلام کو خلعتِ نبوت سے نوازا گیا تو شیطانی طاقتوں کے سردار ابلیس نے کہا :-

"ارئیتک ھذا الذی کرمت علیّ لئن اخرتن الیٰ یوم القیامۃ لاحتنکن ذریتہ الّا قلیلا۔ قال اذھب فمن تبعک منھم فانّ جھنم جزاءکم جزاءً موفورا۔ واستفزز من استطعت منھم بصوتک واجلب علیھم بخیلک ورجلک وشارکھم فی الاموال والاولاد وعدھم وما یعدھم الشیطٰن الّا غرورا۔ انّ عبادی لیس لک علیھم سلطان۔ وکفیٰ بربک وکیلا"

(سورۂ بنی اسرائیل ع ۷)

ترجمہ :- یہ وہ شخص ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ یقیناً اگر تو نے مجھ کو قیامت کے دن تک مہلت دی تو میں سوائے چند کے اس کی تمام اولاد کو ضرور ہلاک کر دوں گا۔ فرمایا دور ہو جا۔ ان میں سے جو کوئی تیری پیروی کرے گا تو یقیناً جہنم تم سب کی پوری پوری سزا ہوگی۔ اور ان میں سے تو اپنی آواز سے دھوکہ دے کر جسے طاقت رکھے اپنی طرف بلا۔ اور ان پر اپنے سوار اور پیادے لے کر حملہ کر۔ اور ان کے مالوں اور اولادوں میں ان کا شریک بن جا۔ اور ان کو وعدہ دے۔ اور شیطان مکر اور دھوکے کے سوا اور کوئی وعدہ نہیں دیتا۔ یقیناً جو میرے بندے ہیں، تجھے ان پر کوئی غلبہ نہیں۔ اور تیرا رب کافی ہے جو کارساز ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بھی یہ سلسلہ مخالفت جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب بھی کوئی رسول آیا اور اس نے لوگوں کا خدا سے تعلق قائم کر کے ان کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔ اور ان میں اخوت اور انسانی برادری کو قائم کیا تو ابلیس کے چیلوں نے اس کی مخالفت کی۔ اور اسے ناکام بنانے کے لئے ہر قسم کی کوشش کی۔ اور مذہب و عقیدے کی آزادی اور رواداری سے جو انسان کو خدا کی طرف سے بطور نعمت عطا ہوتی ہے جبر و اکراہ سے محروم کرتا رہا۔ کتب سماوی اس امر پر متفق ہیں کہ جبر و اکراہ کے ذریعہ انسانی برادری کو تباہ کرنا ہمیشہ شیطانی گروہ کا کام رہا ہے۔ اس کے برعکس خدا کی طرف سے آنے والے رسولوں اور برگزیدہ لوگوں نے کبھی جبر و اکراہ سے کام نہیں لیا۔ بلکہ ہمیشہ ہی محبت۔ اخوت اور رواداری سے خود بھی کام لیا اور اپنے متبعین کو بھی اس کی تلقین کی۔

قرآن مجید میں متعدد انبیائے کرام اور ان کے مخالفین کا ذکر موجود ہے۔ قرآن مجید نے یہ بھی بتایا ہے کہ ہم نے گزشتہ نبیوں اور ان کے مخالفین کا تذکرہ اس لئے کیا ہے کہ

لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب۔ (یوسف ع ۱۲)

ان کے تذکرہ میں عقلمندوں کے لئے عبرت کا سامان پایا جاتا ہے۔ اس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ نیک لوگوں کے طرز پر چلیں اور مخالفینِ انبیاء کے طریق سے پرہیز کریں۔

قرآن مجید کے بیان کی روشنی میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آنے والے چند انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد پہلے عظیم الشان اور اولوالعزم نبی حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کو یہ پیغام پہنچایا کہ خدا سے تعلق قائم کرو۔ اور میری اطاعت کرتے ہوئے باہم اخوت اور برادری قائم کرو۔ اور فرمایا

ان انا الّا نذیر مبین۔

میں جبر و اکراہ سے کوئی بات تم سے منوانا نہیں چاہتا۔ البتہ بری باتوں کے عواقب سے میں تم کو ڈراتا ہوں۔ اس پر ان کی قوم نے کہا :-

لئن لم تنتہ یا نوح لتکونن من المرجومین۔ (شعراء ع)

کہ اے نوح اگر تم اپنی ان باتوں کے بیان کرنے سے باز نہ آئے تو سنگسار کر دیئے جاؤ گے۔ چنانچہ ان کی شدید مخالفت ایک زمانہ تک جاری رہی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

ان کے بعد ایک اور اولوالعزم نبی ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ انہوں نے بھی قوم کو بت پرستی سے روک کر ایک خدا کی عبادت اور باہمی میل ملاپ کی طرف متوجہ کیا۔ اور بدلائل بتوں اور جھوٹے معبودوں کی بے بسی اور عاجزی ثابت کی۔ لیکن ان کی قوم کے ابلیس صفت لوگوں نے یہ مشورہ کیا کہ :-

حرّقوہ وانصروا الھتکم ان کنتم فاعلین۔ (انبیاء ع ۵)

اسے آگ میں جلا دو۔ اور اس طرح اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو۔ اور ایک موقع پر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے ساتھ بات چیت کی تو اس نے لاجواب ہو کر کہا

لئن لم تنتہ لارجمنّک

(مریم ع ۳)

اگر تم اس تبلیغ سے باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے بھائی حضرت ہارونؑ کو بادشاہِ وقت فرعون کے پاس بھیجتے ہوئے فرمایا۔

فقولا لہ قولاً لیناً (طٰہٰ ع ۲)

تم اس کے ساتھ نرمی سے بات کرنا۔ رواداری کا مظاہرہ کرنا۔ اور جب انہوں نے خدا کا پیغام پہنچایا تو فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں نے یہ کہا :-

اقتلوا ابناء الذین اٰمنوا واستحیوا نساءھم ...... وقال فرعون ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ۔ انی اخاف ان یبدّل دینکم او ان یظھر فی الارض الفساد۔ (مومن ع ۳)

کہ موسیٰ پر جو ایمان لائے ہیں (اور انہوں نے جو برادری قائم کی ہے) ان کے بیٹوں کو قتل کر دو اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو .... اور فرعون نے (درباریوں سے) کہا مجھے موسیٰ کو قتل کرنے دو۔ اور وہ اپنی امداد کے لئے اپنے خدا کو بلائے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے دین کو الٹ پلٹ کر دے یا ملک میں فساد بپا کر دے۔

اور قوم کے سرداروں نے فرعون سے یہ کہا :-

اتذر موسیٰ وقومہ لیفسدوا فی الارض ویذرک والھتک قال سنقتل ابناءھم ونستحی نساءھم وانا فوقھم قاھرون۔ (اعراف ع ۱۵)

کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو اس حال پر چھوڑ دیں گے کہ وہ ملک میں فساد پھیلاتے پھریں اور آپ سے اور آپ کے معبودوں سے سرتابی کریں۔ فرعون نے کہا ہم ان کے بیٹوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے اور یقیناً ہم ان پر ہر طرح غالب ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ اور یہودیوں کو باہم اخوت سے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے محبت و پیار کی تعلیم دی۔ لیکن یہودیوں نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا پھر ان کے قتل کے منصوبے کئے۔

سردار کاہن کائفا نے یہ سُن کر کہ وہ مسیح ہے کہا کہ :-

" اس نے کفر کیا ہے۔ اور دوسرے کاہنوں نے کہا کیا تم نے یہ کفر سنا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ وہ قتل کے لائق ہے۔ پھر انہوں نے اس کے منہ پر تھوکا۔ اور اس کے مکے مارے اور بعض نے طمانچے مار کر کہا کہ اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا کہ تجھے کس نے مارا ہے۔ " (متی ۲۶/۴۴)

حضرت مسیح اور آپ پر ایمان لانے والوں کو انواع واقسام کے دُکھ دیئے گئے۔ انہیں پیٹا گیا اور عدالتوں میں گھسیٹا گیا اور بعض کو قتل کر دیا گیا۔ اور بعض کو نہایت ہی بے رحمی سے سنگسار کر دیا گیا۔ چنانچہ اعمال باب ۷ و ۸ میں ان مظالم کا تذکرہ موجود ہے۔

ان ایمان لانے والوں پر یہ مظالم کا سلسلہ تین صدیوں تک جاری رہا۔ انہی مظالم سے تنگ آکر انہیں تاریک و تار غاروں میں سکونت اختیار کرنی پڑی ان غاروں میں بھی ان کا تعاقب کیا جاتا اور جس وقت بھی پکڑے جاتے نہایت بھیانک طریق سے قتل کر دیئے جاتے۔ کیٹا کومز آف روم ان مظالم کی زندہ گواہ ہیں۔ یہ مظالم ان پر اس لئے کئے جاتے تھے کہ وہ ایک نبی پر ایمان لائے تھے۔ اور باہم بھائی بھائی بن کر انسانی برادری میں منسلک ہو چکے تھے۔ اور حکام وقت جو بوجہ اختلاف عقائد اس برادری میں شامل نہ تھے ان پر قسما قسم کے مظالم کر رہے تھے۔

سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سردار دو جہاں افضل الرسل خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے آپ نے جب پہلے مکہ والوں کو الٰہی پیغام سنایا اور باہم محبت و وداد کے ساتھ رہنے کی تلقین کی تو مخالفین نے شدید مخالفت کی۔ اور آپ پر نیز آپ کے ماننے والوں پر انسانیت سوز مظالم توڑے گئے۔

تین سال تک تو آپ کا اور آپ پر ایمان لانے والوں کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا اور اس بائیکاٹ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان بنو ہاشم کو بھی شریک کیا گیا۔ اور بالآخر تمام سرداران مکہ نے اکٹھے ہو کر آپ کے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے لئے قبائل قریش میں سے ایک ایک نوجوان لیا گیا تاکہ آپ کے خون میں سب قبائل شریک ہو جائیں اور آپ کے قبیلہ بنو ہاشم کو بدلہ لینے کی جرأت نہ ہو۔ جس پر ارشاد خداوندی کے ماتحت آپ نے اپنے ساتھی حضرت ابوبکرؓ کو ہمراہ لے کر مکہ سے ہجرت کی اور خدا تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔ اور آپ مدینہ پہنچ گئے۔

آپ کے مکہ چھوڑنے کے بعد معاندین مکہ نے آپ کے ماننے والوں پر مظالم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور ان میں سے اکثر کو مکہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ لیکن ان کی ہجرت پر مظالم کا سلسلہ بند نہیں ہو گیا بلکہ وطن چھوڑنے پر بھی ان کا تعاقب کیا گیا۔ اور ان کو مٹا دینے کی پوری کوشش کی گئی مقصود یہ تھا کہ اس برادری میں شریک ہونے والے اس کو چھوڑ کر اپنے آبائی مذہب میں واپس آجائیں۔ کفار مکہ ان لوگوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے، مرتد خیال کرتے تھے اور اسی وجہ سے ان کو صابی کہتے تھے یعنی وہ لوگ جو اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر نیا مذہب اختیار کرنے والے تھے۔

دنیا کا محسن اعظم

دُنیا اس امر کو تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن یہ حقیقت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کے سب سے بڑے محسن تھے۔ انسانیت کی عمارت اور انسانی برادری کی جو بنیاد حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں پڑی اور آپ کے بعد آنے والے انبیاء اپنے وقتوں میں مختلف ممالک میں اس عمارت کو بناتے رہے۔ اس عمارت کی تکمیل بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی۔ آپ نے شدید مخالفت کے باوجود انسان کو اس کی حقیقت سے آشنا کیا اور باہم دست و گریبان انسان کو ایک ہی انسانی برادری میں لاکر بھائی بھائی بنا دیا۔

آپ کے لائے ہوئے علوم کے ذریعہ انسان کو اس کی رفعت کا پتہ چلا۔ اور اس پر یہ راز کھلا کہ وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کا سردار اور اس دُنیا میں وہ اپنے رب کا نمائندہ ہے۔ اس کی صفات کا مظہر کامل ہے۔ ساری کائنات اس کی خادم اور اسی کے لئے بنائی گئی ہے۔

اور اس کے ساتھ ہی بنی نوع انسان کی ایک عالمگیر برادری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی۔ اور اعلان فرمایا کہ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں۔ کسی انسان کو دوسرے پر کوئی برتری اور فضیلت نہیں تمام بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا :-

" ایک عربی کو غیر عربی سے اپنے آپ کو برتر کہنے کا کوئی حق نہیں اور نہ ایک عجمی اپنے آپ کو ایک عربی سے بہتر تصور کر سکتا ہے۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ "

اسلام کی مقدس کتاب قرآن مجید نے تمام بنی نوع انسان کو ایک ہی درجہ میں رکھتے ہوئے انسانی برادری کا ان الفاظ میں اعلان فرمایا :-

" اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو قوموں اور قبیلوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں معزز وہ ہے جو متقی نیک اور پرہیزگار ہوگا۔ "

اخوت اور مساوات کی روح کے ساتھ ہی ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبی آزادی اور رواداری کو بھی قائم فرمایا۔ اور اس وقت جب کہ مذہبی اختلاف کی بناء پر جبر و اکراہ کا بازار گرم تھا۔ اور مذہب کے نام پر جور و ستم کئے جا رہے تھے۔ آپ نے یہ اعلان فرمایا :-

" قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر "
(کہف ع ۴)

تو کہہ دے کہ یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے۔ پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے۔

پھر فرمایا :-

" قل یاایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا۔ وما انا علیکم بوکیل "
(یونس ع ۱۱)

تو کہہ دے اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آگیا ہے۔ پس جو کوئی ہدایت کو اختیار کرے تو وہ اپنی جان ہی کے لئے ہدایت کو اختیار کرتا ہے۔ اور جو بھٹک جائے تو اس کا بھٹکنا بھی اسی کی جان پر ہی وبال ہوگا۔ اور میں کوئی تمہارا ذمہ دار نہیں۔

ان آیات میں بڑی وضاحت سے ہر انسان کو یہ آزادی دی گئی ہے کہ جس مذہب کو وہ صحیح سمجھے اسے اختیار کرے۔ نیز فرمایا

" لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی " (بقرہ ع ۳۴)

کہ دین میں کسی قسم کا اکراہ اور جبر جائز نہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ دین اور مذہب میں جبر ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کا تعلق دل سے ہے۔ اور جبر و اکراہ سے زبان سے تو کوئی بات کہلوائی جا سکتی ہے مگر دل سے منوائی نہیں جا سکتی۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے جبر و اکراہ کے عدم جواز کی وجہ یہ بتائی ہے کہ

قد تبین الرشد من الغی

ہدایت کا رستہ گمراہی کے راستہ سے بالکل واضح ہو چکا ہے۔ اس لئے اگر کوئی رشد اور ہدایت کا رستہ اختیار کرنا چاہے تو بآسانی کر سکتا ہے۔ اور اگر رشد و ہدایت کا رستہ اختیار نہ کرے تو یہ اس کا قصور ہے لیکن جبر و اکراہ جائز نہیں۔ کیونکہ مجبور جزاء و سزا کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبی اختلافات کی بناء پر کسی کو تکلیف دینے اور نقصان پہنچانے کی ممانعت فرمائی اسلام نے مختلف مذاہب کے لیڈروں۔ جماعتوں اور ان کی تعلیمات کو برے الفاظ سے یاد کرنے کی اجازت نہیں دی۔ قرآن مجید نے فرمایا :-

" مت بُرا کہو ان کو جنہیں وہ (کافر) اللہ کے سوا پکارتے ہیں (خواہ وہ تمہارے عقیدے کی رُو سے ناجائز ہی ہو) تا ایسا نہ ہو کہ وہ حدود سے تجاوز کرتے ہوئے جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بُرا بھلا کہیں۔ " (سورہ انعام ع ۱۳)

باقی آئندہ

درخواست دُعا

خاکسار کی بہن ٹائیفائیڈ میں کافی دنوں سے بیمار چلی آرہی ہے۔ ہسپتال میں ٹی بی وارڈ میں داخل کر دیا گیا ہے۔ والدین بہت پریشان ہیں تمام احباب جماعت سے بہن کی کامل صحت کے لئے درمندانہ دُعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار بشیر احمد کارکن دفتر امور عامہ قادیان

اذکروا موتاکم بالخیر

میری پیاری والدہ مرحومہ

میری والدہ ماجدہ محترمہ زاہدہ خاتون صاحبہ اہلیہ معظمی قریشی حبیب احمد صاحب بریلوی ریٹائرڈ پرنسپل مرحوم ۴ و ۵ جنوری ۱۹۷۵ء کی درمیانی شب کو قادیان شریف کی مبارک بستی میں ہمارے سروں سے مادرِ شفقت کا سایہ اٹھا کر اپنے پیارے خداتعالیٰ کو پیاری ہوگئیں۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

والدہ صاحبہ مرحومہ شاہجہانپور سے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے لئے اور کچھ عرصہ تختِ مہدی موعود میں عبادت کی غرض سے قادیان گئی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اور اپنی زندگی میں وصیت کا حصّہ بے باق کرکے سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا تھا خداتعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور بہشتی مقبرہ کی پاک و جنتی زمین عطا کی۔

مرحومہ بڑی خوبیوں کی مالک تھیں۔ والدہ صاحبہ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک ختم کر لیا تھا۔ اور دینی و علمی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا تھا۔ اور خاندانی روایات کے ماتحت بلا کسی معاوضہ کے محلہ و ملنے جلنے والوں کے بچوں کو سات سال کی عمر سے ہی قرآن پاک پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ خداتعالیٰ کے فضل سے اس وقت ان کے کئی شاگرد موجود ہیں۔

مرحومہ نے ایک بیٹا (خاکسار) اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ آپ نے اپنی دو بیٹیوں کے رشتے قادیان کے درویشوں سے کئے اور عزیزوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کی۔ چنانچہ قریشی یونس احمد صاحب اسلم مرحوم پسر قریشی شفیع احمد صاحب اسلم مؤلف ترانۂ اسلم وغیرہ اور ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ریڈیو ڈیلر احمدیہ چوک قادیان ان کے داماد ہیں۔ مرحومہ نے اپنے خاوند کی معیاری خدمت کی۔ والد صاحب مرحوم نے ہمیشہ انہیں اپنا معاون پایا۔

مرحومہ نمازی۔ تہجد گزار۔ خدا پرست اور پکی احمدی تھیں۔ غرباء پروری خندہ پیشانی سے کرتی تھیں۔ زیادہ وقت عبادت میں گزارتی تھیں۔ ان کا کہنا تھا جس دن دسترخوان پر کوئی مہمان نہ ہو وہ بدقسمت دن ہوتا ہے۔ جماعتی کاموں میں دل و جان سے حصّہ لیتی تھیں۔ احباب مرحومہ مغفورہ کے لئے دعا فرمائیں اور بیمارگان کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ میں ان کا واحد بیٹا ہوں شادی کو چھ سال ہوگئے ابھی تک اولاد سے محروم ہوں۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھ کو اولاد سے نوازے۔ آمین۔ خاکسار: قریشی مسعود احمد۔ شاہجہانپور

صدقات کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں

خداتعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اس کا علم پہنچتا ہے۔

صدقات بہت دیا کرو خواہ ایک ٹکڑا ہو۔

کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو ردّ کر دیتا ہے۔

حضور رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد ہماری جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں روکاٹوں کے پیشِ نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص کا فرض ہے کہ وہ حضورِ اقدس کے ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کر دے۔ اور اس کے ساتھ جماعت کی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعائیں بھی کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواستِ دعا:۔ خاکسار کے لڑکے صلاح الدین کی بیوی بیمار ہے اور زچگی کے دن قریب ہیں۔ احبابِ جماعت سے گزارش ہے کہ اس کی شفاء کاملہ اور بعافیت ولادت کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار: شیخ شمس الدین صدر جماعت احمدیہ بھدرک)

وہ پھول ——— جو مرجھا گئے

بقیہ صفحہ ——— ۶

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے باقی ماندہ درویشوں کو ثباتِ قدم کے ساتھ خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سب کا انجام بخیر ہو۔ آمین۔

حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کا جسم مضبوط تھا۔ گو بڑھاپے نے جسم پر اپنے اثرات وارد کئے تھے لیکن وہ لاٹھی کے ذریعہ ان اثرات کو بھگاتے رہتے تھے اور محلہ احمدیہ کی گلیوں میں چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ تاآنکہ زندگی کے آخری چند روز کمزوری غالب آگئی۔ ۲۰ دسمبر کو اجل کا پیغام آن پہنچا۔ جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے سینکڑوں احباب نے جنازہ میں شرکت کی۔ موصی تھے اور چونکہ قدیم صحابیت کا شرف حاصل تھا۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص صحابہ میں دفن ہونے کی سعادت پائی۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

——— (۴) ———

حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب پشاوری درویش قادیان کے پرانے باشندے تھے ان کے والد محترم احمد جان صاحب پشاوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی قادیان آگئے تھے۔ حافظ صاحب مرحوم اپنی کمزور بینائی کی وجہ سے حصولِ تعلیم سے محروم رہے۔ لیکن قرآن کریم کے کچھ حصّے یاد تھے۔ علمِ تجوید سے کچھ واقفیت تھی۔ اور قدرت کی طرف سے لحنِ داؤدی عطا ہوا تھا۔ اس لئے قرآن کریم کی تلاوت مرکزی جلسوں میں بہت عمدہ طریق سے کرنے کی سعادت پایا کرتے تھے۔ اور نظمیں بھی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۲۷ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ شملہ تشریف لے گئے تو حافظ عبدالرحمٰن صاحب بھی ساتھ تھے۔ شملہ میں ایک کل ہند مشاعرہ منعقد ہوا جس میں بڑے بڑے رؤسا اور نواب شامل ہوئے اس مشاعرہ میں حافظ صاحب نے حضور کی نظم ؎

"ساغرِ حسن تو ہے کوئی مے خوار بھی ہو"

سنائی جو بہت پسند کی گئی۔ اور سامعین کی فرمائش پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فارسی نظم ؎

"از نورِ پاک قرآں صبح صفا دمیدہ"

بھی حافظ صاحب نے سنائی۔

ابتدائے زمانہ درویشی سے ہی نظر کی کمزوری کے باوجود اپنی کفالت کا ذمہ لیا اور صدر انجمن احمدیہ پر بار بننا پسند نہ کیا۔ لہذا چائے کی دکان کھول لی اور درویشی کے قریباً بیس سال اسی طرح گزارے۔ نظر کی کمزوری کے ساتھ جب جسمانی کمزوری نے محنت کا کام کرنے سے روک دیا۔ تو دکان بند کر دی اور انجمن کے وظیفہ پر گزارہ رہا۔

دارالمسیح کے اندر قیام تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی ہمسائیگی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب کو یہ توفیق دی کہ وہ اس خاندان کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ کئی سال تک یہ خدمت بڑی خوش اسلوبی سے بجا لاتے رہے۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی کمال شفقت سے حافظ صاحب کے طعام و آرام کا خیال رکھا۔ اور علاج میں بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ لیکن مرض نے بڑھاپے اور نقاہت کے ساتھ مل کر مرض الموت کی شکل اختیار کر لی۔ اور آخر ۱۵ دسمبر ۱۹۷۴ء کو محفلوں اور جلسوں میں اپنے لحنِ داؤدی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت اور نظمیں اور نعتیں پڑھ کر تجوید و ترنم کی داد پانے والا یہ پھول مرجھا گیا۔

اور اب جب کہ درویشوں کی بیشتر تعداد گلشنِ احمد کی شاخوں پر اپنے آخری دنوں تک مہکانے کے بعد سرخروئی کے ساتھ اپنے آقا کے حضور حاضر ہوگئی ہے۔ اور وقت کی بادِ صرصر ان پھولوں پر اثر انداز ہے تو ہم دعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی خلوص و وفا کے ساتھ سلسلہ عالیہ کی خدمت بجا لانے کی توفیق کے ساتھ زندہ رکھے اور انجام بخیر کرے۔ آمین۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔ جس طرح نماز فرض ہے۔ اسی طرح اس کی ادائیگی فرض ہے۔ کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائم مقام تصور نہیں ہو سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی رو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔ تمام صاحبِ نصاب احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ جس قدر زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب الادا ہے اسے ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

وصایا

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو آگاہ کرے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۱۴: منکہ نیفی بیگم بیوہ خواجہ محمد خضر ٹاک مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال تقریباً تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یاری پورہ ڈاکخانہ یاری پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ جنوری ۱۹۷۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری کوئی بھی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ البتہ مجھے ماہوار دس روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں۔ یا میری وفات پر میری کوئی جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم الامۃ انگوٹھا نشان نیفی بیگم

گواہ شد: عبدالرحیم ساجد یاری پورہ کشمیر گواہ شد: میر غلام محمد صدر جماعت احمدیہ یاری پورہ

وصیت نمبر ۱۴۱۵: منکہ عظیم النساء بیگم زوجہ سید اسماعیل صاحب بنت محترم غلام قادر صاحب مشرقی مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سکندرآباد۔ ڈاکخانہ چلگوڑہ ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ جنوری ۱۹۷۴ء (۵ جنوری ۱۳۵۳ہش) حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری اسوقت جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کچھ نہیں ہے۔ اور نہ میری اسوقت کوئی آمد ہے۔ میرا مہر ... روپے ہے جس کی ادائیگی میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ اپنے مہر کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں۔ اگر آئندہ میری کوئی جائیداد یا آمد ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم دستخط موصیہ عظیم النساء بیگم

گواہ شد: صالح محمد الہ دین سیکرٹری وصایا سکندرآباد ۲/۲/۱۹۷۴

گواہ شد: دستخط خاوند موصیہ سید اسماعیل

وصیت نمبر ۱۴۱۶: منکہ محمد عبداللہ ولد محمد عثمان صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ پنشنر عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن اردو گلی ترپ بازار ڈاکخانہ حیدرآباد (۵۰۰۰۰۱) ضلع شہر حیدرآباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اپریل ۱۹۷۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری غیر منقولہ جائیداد اس وقت تک کوئی نہیں ہے۔ مجھے ماہانہ دو صد (۲۰۰/-) روپے پنشن ملتی ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں آئندہ کوئی جائیداد پیدا کروں۔ یا کوئی ملازمت مل جائے جس سے مزید آمد کی صورت پیدا ہو۔ نیز میری وفات پر جس قدر بھی میری جائیداد ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم العبد: محمد عبداللہ بی ایس سی ایل ایل بی۔ بیت المحمود اردو گلی حیدرآباد (آندھرا پردیش) گواہ شد: محمد معین الدین امیر جماعت حیدرآباد

گواہ شد: احمد حسین صاحب سیکرٹری ضیافت

وصیت نمبر ۱۴۱۷: میر عبدالحمید ٹاک ولد میر عبدالمجید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یاری پورہ ڈاکخانہ یاری پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۱۷ امان ۱۳۵۳ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

اس وقت میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے میں ابھی تعلیم حاصل کر رہا ہوں مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے مبلغ ۳۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس ایک ریسٹ واچ ہے جس کی قیمت مبلغ ۹۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کوئی ذریعہ آمد ہوگا۔ یا اپنی زندگی میں جو بھی جائیداد پیدا کروں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے بعد جو بھی میرا ترکہ ثابت ہو اس جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد: میر عبدالحمید نزیل قادیان گواہ شد: عبدالرحمٰن امیر جماعت احمدیہ قادیان

گواہ شد: فیض احمد گجراتی

وصیت نمبر ۱۴۱۸: منکہ سکینہ سلطانہ زوجہ حمید الدین صاحب شمس قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری جائیداد منقولہ حسب ذیل ہے۔

۱. مہر مبلغ گیارہ صد روپے ہے جس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں

۲. زیورات طلائی ۳ عدد۔ انگوٹھیاں کانٹے ایک جوڑی۔ ایک ہار وزنی ۱½ تولہ۔ ایک پازیب ۵ تولہ کل زیورات مالیتی ۹ صد روپے (۹۰۰/-) روپے کے ہیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اس کے علاوہ میری کوئی اور آمد نہیں ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی اور میرے مرنے کے بعد جو بھی ترکہ ہوگا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ سکینہ سلطانہ

گواہ شد: مرزا وسیم احمد قادیان گواہ شد: مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ جماعت احمدیہ

وصیت نمبر ۱۴۱۹: منکہ عالم آراء زوجہ مستری ہدایت اللہ صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۲/۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔

میرا زر مہر ۵۰۰ روپے بذمہ خاوند ہے اور میرے پاس زیورات طلائی کانٹے۔ انگوٹھی وزنی سوا تولہ قیمتی ۷۰۰/- روپے ہیں جن کی میزان ۱۲۰۰/- روپے بنتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری وفات پر جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم الامۃ عالم آراء

گواہ شد: ہدایت اللہ درویش گواہ شد: شیر احمد خان کارکن دفتر بہشتی مقبرہ

وصیت نمبر ۱۴۲۰: میں عبدالرشید ضیاء ولد غلام محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن شورت ڈاکخانہ شورت براستہ کلگام ضلع اسلام آباد صوبہ کشمیر

میری موروثی جائیداد جس کی تفصیل کا ابھی مجھے علم نہیں ہے ہم تین بھائیوں اور دو بہنوں میں مشترکہ ہوگی اور والدین اس وقت حین حیات ہیں جب جائیداد تقسیم ہوگی تو میں اس کا اندراج اپنی وصیت میں کرا دوں گا۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں ۱۴۰ روپے ماہوار پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں۔ میں اپنی جائیداد و تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گا اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم العبد: عبدالرشید ضیاء مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

گواہ شد: جلال الدین انسپکٹر بیت المال گواہ شد: مسعود احمد مومی

رپورٹ ہائے جلسہ مصلح موعودؓ

مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے جلسہ یوم مصلح موعودؓ کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ تمام جماعتوں نے اس دن کو بڑی شان سے منایا ہے۔

اخبار میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے صرف ان جماعتوں کے نام ہی شائع کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالے اور اس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے۔

جماعت احمدیہ کلکتہ۔ یادگیر۔ بھاگلپور۔ مدراس۔ آسنور۔ تیماپور۔ امروہہ۔ رشی نگر۔ بھدرواہ۔ شموگہ۔ ابراہیم پور بنگال۔ ملہاری کرناٹک۔ چک ایمرچھ۔ لجنہ اماء اللہ کانپور۔ لجنہ اماء اللہ شموگہ

(ایڈیٹر بدر)

تحریکِ احمدیت خالص اِسلامی تحریک ہے

بقیہ صفحہ (۲)

اور تشدد و مظالم کا ایک دردناک باب کھول دیا۔ مومنوں کی اس قلیل جماعت پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ سوشل بائیکاٹ کا ناپاک حربہ بھی کئی سال تک استعمال کیا۔ مذہبی آزادی کو بُری طرح پامال کیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلعم اور آپؐ کے صحابہؓ کو اپنے پیارے وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہجرت کے بعد بھی اپنے ناپاک عزائم کو بروئے کار لانے کے لئے جنگ و جدال کا راستہ اختیار کیا۔ تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تائید و نصرت سے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اِس ابتلائی دَور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں تسلی دی:-

(۱) قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (الاحقاف ع۱)

(ب) وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ ۔ (انبیاء ع۳)

(ج) مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ (حٰم سجدہ ع۵)

(د) فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ ۔ (الاحقاف ع۴)

یعنی ان مخالفین کو کہہ دو کہ مَیں دنیا میں پہلا رسُول تو نہیں آیا۔ (مجھ سے پہلے اور کئی رسول گزر چکے ہیں) اُن سے بھی تمسخر و استہزاء کیا گیا ہے اور پھر تجھ پر وہی اعتراض کئے جاتے ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں پر بھی کئے گئے۔ اِس لئے تُو بھی مخالفین کے اعتراضات پر اُسی طرح صبر کر جس طرح تجھ سے پہلے پختہ ارادہ والے رسول صبر کر چکے ہیں۔

اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلعم پر (غیر مسلموں، عیسائیوں، آریوں وغیرہم کی طرف سے کبھی مذہبی رنگ میں، کبھی سیاسی رنگ میں) اعتراضات کا سلسلہ جاری ہے!!

پس آج اگر مخالفینِ احمدیت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے خلاف تمسخر و استہزاء، تکذیب و تکفیر اور سبّ و شتم کا طریق اختیار کر رہے ہیں تو احمدی اس مذموم طریقِ عمل سے نہ خائف ہیں نہ مرعوب۔ بلکہ ان کے ایمان اور مضبوط ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہی سنّتِ انبیاء و مرسلین ہے۔ چونکہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ بھی ایک مرسل یزدانی اور مامور ربّانی ہیں، ضروری تھا کہ سنّتِ مامورین و مرسلین کے مطابق اُن کی بھی تکذیب و تکفیر کی جاتی۔ اور ان کے ساتھ بھی تمسخر و استہزاء کا طریق اختیار کیا جائے۔ اور یہی مخالفت و معاندت اُن کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ کیونکہ فخرِ موجودات سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔

(باقی آئندہ)

دَورہ مکرم مولوی عبد الحلیم صاحب مبلغ کیرنگ

جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ صوبہ اُڑیسہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی عبد الحلیم صاحب مبلغ کیرنگ مورخہ ۱۵ر مارچ سے صوبہ اڑیسہ میں وصولی چندہ تحریک جدید کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ مبلغین کرام و عہدیداران جماعت سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ کماحقہٗ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین ؂

وکیل المال تحریک جدید قادیان

شکریہ اور درخواستِ دُعا

خاکسار کو لڑکا پیدا ہونے پر مبارکبادی دیتے ہوئے اور پھر اس کی اچانک وفات پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے قادیان اور ربوہ کے مقدس مقاموں کے علاوہ ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے میرے قابلِ احترام بزرگوں اور عزیز بھائیوں اور بہنوں کی طرف سے پیار و محبت بھرے اور پُرخلوص خطوط کثیر تعداد میں آرہے ہیں۔ ان تمام مخلصین کی خدمت میں تہِ دل سے خاکسار اور اہلیہ کی طرف سے اِس اعلان کے ذریعہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اِس قسم کے اظہارِ محبت و شفقت سے احمدیت کے ذریعہ قائم شدہ بینظیر رُوحانی اخوت و محبت کا صحیح پتہ لگ جاتا ہے۔ تمام احباب کرام کی خدمت میں مؤدبانہ استدعا ہے کہ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو اور اہلیہ کو اس قضاء الٰہی پر کامل صبر و ضبط کی توفیق عطا فرمائے اور محض اور محض اپنے فضل و احسان سے میری تمام کمزوریوں اور کوتاہیوں اور گناہوں کو معاف کرتے ہوئے نعم البدل سے نوازے آمین۔ والسّلام۔ خاکسار محمد عمر خادم سلسلہ احمدیہ۔ مدراس۔

مارِیشس میں ملازمت کا نادر موقعہ!

احمدی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جو ماریشس میں معقول تنخواہ پر باعزّت روزگار حاصل کر کے وہیں شادی کر کے مستقل طور پر آباد ہونا چاہیں اُن کے لئے نظارت ہذا کوشش کر سکتی ہے۔ مندرجہ ذیل کوائف والے افراد امیر یا صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ اپنی درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔

(۱)— بی۔ ایس سی، ۲.۔ ایم۔ ایس سی، بی۔ اے، ایم۔ اے، بی ایڈ، ایم ایڈ۔

(۲)— لکڑی اور لوہے کے کام کے کاریگر۔ میکینک، الکٹریشن، جن کے پاس کم از کم آئی۔ ٹی۔ آئی۔ (I.T.I) کا ڈپلومہ ہو۔

ایسے غیر شادی شدہ افراد اس نادر موقعہ سے فائدہ اُٹھائیں۔ وہاں کی جماعت بہت مخلص اور ہر طرح تعاون دینے والی ہے۔ اور وہاں کی اکثر آبادی ہندوستانی نسل کی ہے اور ماحول ہر طرح سازگار ہے۔ اور آب و ہوا بہت خوش گوار ہے۔ اور یہ علاقہ متمدن ہے۔

ناظر امورِ عامہ قادیان

اعلانِ نکاح

مورخہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۷۴ء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے میری منجھلی بیٹی عزیزہ نشاط شمیم سلمہا طالبہ ایم بی بی ایس سال دوئم کے نکاح کا اعلان ہمراہ ڈاکٹر ممتاز احمد صاحب ایم بی بی ایس ولد سید عبد القیوم صاحب مرحوم بعوض پچیس ہزار روپے حق مہر کیا۔ جملہ احباب جماعت سے اس رشتہ کے جانبین کے لئے باعث برکت ہونے کے لئے نیز مثمر ثمرات حسنہ کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ اس موقعہ پہ خاکسار نے مبلغ ۱۵/- روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے۔ خاکسار: ڈاکٹر شمیم احمد۔ آرہ۔ بہار۔

منظوری انتخاب عہدیداران لوکل قادیان۔ یکم مئی ۷۴ء تا ۳۰ر اپریل ۷۷ء

(۱) سیکرٹری وصایا۔ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری۔

(۲) آڈیٹر۔ 〃 محمد شفیع صاحب عابد۔

ناظر اعلیٰ قادیان

ولادت

مکرم ایس۔ آر۔ عبد الرؤف صاحب وی نیکا سوپ فیکٹری کے ہاں مورخہ ۲۳/۲/۷۵ کو لڑکی تولد ہوئی ہے۔ اس خوشی میں موصوف نے دس روپے شکرانہ فنڈ۔ دس روپے اعانتِ بدر میں اور بچی کے نانا مکرم ایس کے اختر حسین صاحب نے دس روپے درویش فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں نومولودہ کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار:- فیض احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم شیموگہ۔

پروگرام دورہ مکرم مولوی سیّد بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید

جملہ جماعت ہائے احمدیہ علاقہ بنگال ۔ اڑیسہ ۔ بہار ۔ یو ۔ پی کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق وصولی چندہ وقفِ جدید کے سلسلہ میں روانہ ہو رہے ہیں ۔ امید کرتا ہوں کہ مبلغین کرام و معلمین و عہدیداران جماعت ، بسابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے انسپکٹر صاحب کے ساتھ کماحقہ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے ۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو آمین ۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۱۰ ۳/۷۵	راور کیلہ	۹ ۵/۷۵	۲	۱۱
کلکتہ	۱۲ ۳/۷۵	۵	۱۷	جمشید پور	۱۱	۳	۱۴
بانسرہ	۱۷	۱	۱۸	مہو بھنڈار	۱۴	۱	۱۵
کیتھا	۱۸	۱	۱۹	موسیٰ بنی مائنز	۱۵	۳	۱۸
رائے گرام	۱۹	۱	۲۰	چائے باسہ	۱۸	۱	۱۹
تانگرام	۲۰	۱	۲۱	رانچی سملیہ	۱۹	۳	۲۲
ابراہیم پور ۔ بھرت پور	۲۱	۳	۲۴	پکوڑ	۲۲	۱	۲۳
ہرہری	۲۴	۱	۲۵	بلاری	۲۳	۱	۲۴
ڈائمنڈ ہاربر	۲۵	۱	۲۶	خانپور ملکی	۲۴	۲	۲۵
مہالنڈی	۲۶	۱	۲۷	برہ پورہ	۲۶	۲	۲۸
کبیرہ	۲۷	۱	۲۸	بھاگلپور	۲۸	۲	۳۰
لکھی نارائن پور	۲۸	۱	۲۹	اورین	۳۰	۱	۳۱
کھروسندہ	۲۹	۱	۳۰	مونگھیر	۳۱	۱	۱ ۵/۷۵
کلکتہ	۳۰	۱	۳۱	بھول دربھنگہ سمستی پور	۱ ۶/۷۵	۳	۴
تاراکوٹ	۳۱	۱	۱ ۴/۷۵	مظفر پور	۴	۲	۶
سورو	۱ ۴/۷۵	۱	۲ ۴/۷۵	پیٹنہ	۶	۱	۷
بھدرک	۲-۴	۲	۴-۴	اردل	۷	۱	۸
کٹک	۴	۳	۷	آرہ	۸	۱	۹
سری پار پدنپدا	۷	۲	۹	گیا	۹	۱	۱۰
بھونیشور	۹	۲	۱۰	بنارس	۱۰	۱	۱۱
زگاؤں	۱۰	۱	۱۱	گونڈہ	۱۱	۱	۱۲
کیرنگ	۱۲	۳	۱۵	فیض آباد	۱۲	۱	۱۳
مانیکاگوڑہ	۱۵	۱	۱۶	لکھنؤ	۱۳	۱	۱۴
نیاگڑھ	۱۶	۱	۱۷	کانپور	۱۴	۳	۱۷
خوردہ	۱۷	۱	۱۸	فتح پور ۔ بہوہ	۱۷	۲	۱۹
کٹک	۱۸	۱	۱۹	دھن سنگھ پور	۱۹	۱	۲۰
سونگھڑہ	۱۹	۳	۲۲	سمور	۲۰	۲	۲۲
کیندرا پاڑہ	۲۲	۱	۲۳	کانپور	۲۲	۱	۲۳
چود وار	۲۳	۱	۲۴	مودہا ۔ کھریا	۲۳	۲	۲۵
کوٹ پلہ	۲۴	۱	۲۵	مسکرہ	۲۵	۱	۲۶
پنکال	۲۵	۳	۲۸	راٹھ	۲۶	۲	۲۸
کرڈاپلی	۲۸	۲	۳۰	کونچ	۲۸	۱	۲۹
ارکھ پیٹنہ	۳۰ ۴/۷۵	۱	۱ ۵/۷۵	چرگاؤں ۔ جھانسی	۲۹	۲	۱ ۶/۷۵
نالبر کوٹ	۱ ۵/۷۵	۱	۲ ۵/۷۵	اٹارسی	۱ ۶/۷۵	۱	۲
غنچہ پاڑہ دھینکانال	۲	۲	۴	ساندھن	۲	۲	۴
پردا	۴	۱	۵	صالح نگر	۴	۲	۶
بسنہ	۵	۱	۶	ننگلہ گھنو	۶	۳	۹
سندرگڑھ کالاپہاڑ	۶	۲	۸	شاہجہانپور اودے پور کٹیا	۹	۳	۱۲
جھار سونگھڑہ	۸	۱	۹	بریلی	۱۲ ۶/۷۵	۱	۱۳ ۶/۷۵

ایک ضروری گزارش اور بابرکت تجویز

احبابِ جماعت کی نظر میں قادیان کو ایک خاص مقام اور فضیلت حاصل ہے ۔ یہاں بہت سے شعائر اللہ موجود ہیں ۔ لہٰذا ہر احمدی کے دل میں یہ خواہش اور تڑپ ہوتی ہے کہ وہ دیارِ حبیبؑ (قادیان) کی زیارت کر کے اس کی برکات اور فیوض سے مستفیض ہو ۔ اگر اس روحانی تعلق کے ساتھ ساتھ آپ کا ساکنین قادیان کے ساتھ جسمانی تعلق بھی قائم ہو جائے تو یہ مزید خوش قسمتی کی بات ہے ۔ قادیان میں ہمارے چند ایک بچے (لڑکے لڑکیاں) قابلِ شادی ہیں ۔ مزید تفاصیل و کوائف نظارت ہذا کو خط لکھ کر دریافت فرمائیں ۔ نیز اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے کوائف بھی ارسال فرماویں ۔ تاکہ رشتے طے کرنے میں نظارت ہذا راہنمائی کر سکے ۔ نام ۔ ولدیت ۔ قومیت ۔ پیشہ ۔ عمر ۔ تعلیم ۔ صحت ۔ شکل و صورت ۔ دیگر شرائطِ نکاح وغیرہ ۔ معہ پورا پتہ ۔

ناظر امورِ عامہ قادیان

دینی نصاب برائے جماعتہائے احمدیہ بھارت

بابت امتحان سال ۱۳۵۴ ہش ۱۹۷۵ء

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امتحان دینی نصاب بابت سال ۱۳۵۴ ہش (۱۹۷۵ء) کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تصنیف "ختمِ نبوت کی حقیقت" کا نصف اول ص۱ تا ص۱۴۱ یعنی "منفی قسم کی احادیث پر تبصرہ" سے پہلے تک کا حصہ مقرر کیا گیا ہے ۔ موجودہ مخالفت کے مدِ نظر ہر احمدی کے ذہن میں اس کتاب کے مضامین مستحضر رہنے چاہئیں ۔ پس اس دینی نصاب میں انصار اللہ ۔ خدام الاحمدیہ ۔ لجنہ اماء اللہ کا شریک ہونا لازمی ہے ۔ بلکہ اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کو بھی اس امتحان میں حصہ لینا چاہئے ۔

(۲) ۔ جملہ مبلغین کرام ۔ صدر صاحبان ۔ معلمین وقفِ جدید ۔ سکرٹریان اور انسپکٹر صاحبان سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں اس امتحان کی اہمیت سمجھا کر اُمیدواران کی فہرست جلد مرکز کو بھجوانے جائیں گے ۔ امتحان کی تاریخ مورخہ ۱۴ تبوک ۱۳۵۴ ہش (۱۴ ستمبر ۱۹۷۵ء) بروز اتوار مقرر ہو چکی ہے ۔

(۳) ۔ کتاب "ختمِ نبوت کی حقیقت" کی اصل قیمت مبلغ دو روپے ہے ۔ مگر امتحان میں شریک ہونے والوں کو ایک روپیہ فی نسخہ کے حساب سے مندرجہ ذیل تفصیل سے مہیا کی جا سکے گی ۔

کتاب	قیمت	بک پوسٹ	رجسٹری	میزان
ایک عدد	۱-۰۰	۰-۵۰	۱-۲۵	۲-۷۵ روپے
دس عدد	۱۰-۰۰	۵-۰۰	۱-۲۵	۱۶-۵۰ روپے

زیادہ تعداد میں منگوانے کی صورت میں بذریعہ ریلوے طلب کرنے پر اخراجات میں مزید کمی ہو سکتی ہے ۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
امروہہ ۔ سردار نگر	۱۳ ۶/۷۵	۳	۱۶
میرٹھ ۔ انچولی ۔ ہاپور	۱۶	۳	۱۹
انبیٹہ	۱۹	۲	۲۱
بجو پورہ	۲۱	۱	۲۲
سہارنپور	۲۲	۱	۲۳
قادیان ۔	۲۴ ۶/۷۵	-	-